محترم ابنِ صفی کی شخصیت اور ان کے فن کے بارے میں
ادیب، شاعر اور مفکر حضرات کے جذبات و تاثرات ::

چند آنسو چند آہیں

نسرین قریشی

کتنی مشکل زندگی ہے، کس قدر آساں ہے موت
گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت

جانے والے چلے جاتے ہیں مگر جانے غم میں اتنی پائداری کہاں سے آجاتی ہے کہ لمحہ لمحہ درد کی شدت سے کانپ اٹھتا ہے۔ جولائی کا مہینہ اور ۱۹۸۰ء کا سال کتنا دکھی کر دینے والا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں اور روح میں بہت دور تک ویرانیاں اور لاکھوں سناٹوں نے جنم لے لیا ہے۔ میں اسرار احمد سے کبھی نہیں ملی مگر اس کے باوجود ان سے ایک ناتا ہے جو اٹوٹ ہے۔ میں اسے اٹوٹ ہی سمجھتی تھی مگر موت نے ثابت کیا کہ یہ ٹوٹ بھی سکتا ہے اور واقعی آج محترم ابنِ صفی منوں مٹی تلے دفن ہیں۔ اک ویرانی ہے جو ابنِ صفی پورے برِصغیر میں چھوڑ گئے ہیں۔ اس وقت نہ تو میرے آنسو بہہ رہے ہیں اور نہ ہی لہجہ کپکپا رہا ہے۔ . . مگر ابدی جدائی کی صلیب زندگی کے ہر لمحے پر بھاری محسوس ہو رہی ہے۔ وہ جو لاکھوں پڑھنے والوں کے محبوب لکھنے والے تھے، جاسوسی ادب کی درخشاں شخصیت تھے، آج ہم میں نہیں مگر یہ پاگل من کہاں مانتا ہے۔ اس کے احساسات تو آج بھی وہی ہیں جو ان کی حیات میں تھے۔ ان کی شوخ تحریریں ایسی تھیں کہ محسوس ہوتا وہ ہم میں مسکراہٹیں بانٹ رہے ہیں اور اب ان کی یادیں آنسو بن کر روح کی گہرائی میں اترتی محسوس ہو رہی ہیں۔ علم و ادب کا وہ سورج، جس کے ذہن کا نور ہمارے تاریک ذہنوں کو منور کرتا تھا وہ ہمیشہ کے لیے کہیں جا چھپا ہے۔

ان کی تحریر میں شوخی و طنز کا حسین امتزاج ہے۔ برجستہ و بے ساختہ جملوں کی بھرمار ہے۔ اپنے کرداروں کے منہ سے جملے کچھ اس انداز سے کہلواتے کہ اس پر برجستگی و بے ساختگی قربان ہو ہو جاتی ہے۔ سادگی اور شوکتِ الفاظ کا ایسا امتزاج کہ دل خوش ہو جاتا ہے اور ان کی تمام تحریریں اسی زیور سے مزین ہیں۔ جاسوسی ادب، آج تک ان جیسا قلمکار نہ پیدا کر سکا ہے

نہ آئندہ ممکن دکھائی دیتا ہے۔ وہ اس صنفِ سخن کے بے تاج بادشاہ تھے اور اس میدان میں ان کی شہرت دُور دُور تک ہے اور دوام ہے۔ صرف ابنِ صفی کے طفیل اُردو ادب ایک نئی صنف سے روشناس ہُوا۔

جاسوسی ادب کا چاند بادلوں میں چھُپ گیا۔۔۔ مگر ہمیشہ کے لیے۔۔۔ اور آج اُن کی عظمت سے آگاہ کرنے کے لیے مجھے یہ چند آہیں بھرنی پڑیں، یہ چند آنسو بہانے پڑے۔

ان کی شخصیت ذہن میں لائیں۔ اپنی چشمِ تصور کو وا کریں تو ان کی سمندر جیسی گہری اور بیکراں زندگی کے مدوجزر، تلاطم اور تموج سب ہی کچھ آنکھوں میں سمٹ آتا ہے۔ موت ابدی حقیقت ہے اور اس حقیقت نے ہم سے ہمارا محبوب قلمکار چھین کر ہمیں تہی دست کر دیا ہے مگر ان کی تحریریں، ان کا اسلوب اور ان کا اندازِ بیاں ایسا نہیں جو کسی کے سامنے ہار جائے۔

اچانک "آنچل" کے ستمبر کے شمارے پر نظر پڑی، جس کے سرورق پر ان کی شگفتہ شگفتہ سی تصویر مجھ سے ہمکلام ہے ؎

مدتوں ذہن میں گونجوں گا سوالوں کی طرح
تجھ کو یاد آؤں گا گزرے ہُوئے سالوں کی طرح
ڈوب جائے گا جو کسی روز خورشیدِ اَنا،
مجھ کو دُہراؤ گے محفل میں مثالوں کی طرح